جناب غازی عزیر

تحقیق و تنقید

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا (حدیث)

قسط ۴ (آخری)

ترجمہ: "میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علیؓ اس کا دروازہ...!"

۱۔ اگرچہ اس سے قبل مذکورہ بالا تینوں رواۃ پر مدلل و مفصل بحث و جرح کی جا چکی ہے۔ لیکن اتمامِ حجت کے پیشِ نظر دوبارہ لکھا جاتا ہے کہ عموماً "مدینۃ العلم" والی خبر کی سند "ابو معاویہ" سے اور "دار الحکمۃ" والی خبر کی سند "شریک" سے متعلق ہے۔ "ابو معاویہ" کی خبر میں ابو الصلت عبد السلام بن صالح الہروی ہے جو "علی بن موسیٰ رضا" اور ان کے اصحاب کے متعلق کذب بیانی سے کام لیتا ہے۔ یہ "علی الرضا بن موسیٰ بن جعفر بن محمد علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب" کا خادم تھا۔ اس میں تشیع پایا جاتا ہے اور اس کی خبروں کی روایت شیعیت میں داخل ہے۔ چونکہ وہ بنی عباس کے نزدیک وجیہ شخصیت تھا اور جہمیہ کی تردید کرنے کے باعث اہلِ سنت سے بھی قربت رکھتا تھا اس لیے ابن معینؒ کو اس سے حسنِ ظن ہوا اور انہوں نے اسے ثقہ قرار دے دیا۔ وہ بنی عباس کے ساتھ مخلص بھی تھا، اہلِ بیت کے ساتھ ظاہری طور پر تشیع رکھتا تھا اور جو کچھ ان سے روایت کرتا تھا اس میں بھی بظاہر صداقت کو برقرار رکھتا تھا۔ حالانکہ حق بات یہ ہے کہ اس نے علی بن موسیٰ سے ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے فحش و موضوع روایات بھی بیان کی ہیں[140] ان فحش و موضوع روایات کو بیان کرنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ علی بن موسیٰ اور ان کے اہلِ بیت کا درجہ عوام کی نظروں میں گرا کر انہیں حقیر کر دے۔ یہاں تعجب کا مقام تو یہ ہے کہ ان سب باتوں کو اکثر ائمہ جرح و تعدیل اور خود حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جیسے بلند پایہ محدثِ شہیر نے "تہذیب" میں علی بن موسیٰ کے ترجمہ میں بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ "اس میں ابو الصلت کا تفرد پایا جاتا ہے"[141] اسی طرح ایک دوسرے مقام پر "ابو الصلت الہروی" کے متعلق لکھتے ہیں: "صَدُوْقٌ وَالْخَلَلُ مِمَّنْ رَوٰی عَنْہُ"[142]

---

[140] تہذیب التہذیب ترجمہ علی بن موسیٰ [141] ایضاً [142] تقریب التہذیب ترجمہ علی بن موسیٰ ج ۲ ص ۴۴-۴۵

مگر اس کے ساتھ ہی جب ابو الصلت کا ترجمہ لکھتے ہیں تو فرماتے ہیں: "صَدُوْقٌ لَهُ مَنَاكِيْرُ وَكَانَ يَتَشَيَّعُ وَأَفْرَطَ الْعُقَيْلِيُّ فَقَالَ كَذَّابٌ"[143] واضح ہو کہ ابو الصلت کو کذاب کہنے میں صرف عقیلیؒ ہی منفرد نہیں ہیں بلکہ ابو حاتمؒ نے کہا ہے کہ "لَمْ يَكُنْ بِصَدُوْقٍ"، ابن عدیؒ کا قول ہے: "لَهُ أَحَادِيْثُ مَنَاكِيْرُ فِيْ فَضْلِ أَهْلِ الْبَيْتِ وَهُوَ مُتَّهَمٌ فِيْهَا"

دارقطنیؒ کا قول ہے: "رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ وَرَوَى حَدِيْثَ الْإِيْمَانُ إِقْرَارٌ بِالْقَلْبِ وَهُوَ مُتَّهَمٌ بِوَضْعِهِ" اور احمد بن طاہرؒ کا قول ہے کہ وہ کذاب ہے"

"ابو الصلت الہروی" کی اتباع "محمد بن جعفر القیدی البغدادی" کرتا ہے جس پر "سارق الحدیث" ہونے کا الزام اور اس کی مخالفت ابن معینؒ وغیرہ نے کی ہے۔ بعض لوگوں کو زعم ہے کہ شیخینؒ یا ان میں سے کسی ایک نے اس سے حدیث کی تخریج کی ہے، حالانکہ یہ محض وہم ہے۔ "جعفر بن درستویہ" نے "احمد بن محمد بن قاسم بن محرز" سے اور انہوں نے ابن معینؒ سے اس خبر کے متعلق اس طرح روایت کی ہے: "مجھے ابن نمیر نے خبر دی اور کہا کہ اس کو ابو معاویہ نے پہلے بیان کیا تھا لیکن بعد میں اسے ترک کر دیا تھا۔" یہ شہادت قوی ہے لیکن بعض لوگوں کا اعتراض یہ ہے کہ ہو سکتا ہے "ابن نمیر" نے یہ بات محض حسن ظن کے طور پر کہی ہو اس لیے کہ جب وہ شخص اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ انہوں نے "ابو معاویہ" سے یہ خبر سنی ہے تو یہ خبر یقیناً قدیم ہو گی کیونکہ "ابو معاویہ" کے اکثر اصحاب اس خبر سے لاعلم ہیں، پس معلوم ہوا کہ بیان "ابن نمیر" کو صرف ظن واقع ہوا ہے۔

لیکن ابن ابی حاتمؒ کی کتاب میں "عمران بن اسماعیل بن مجالد" کے ترجمہ میں مذکور ہے کہ اس نے یہ خبر "ابو معاویہ" سے "عن" کے ساتھ بیان کی ہے۔ اسی بات کو ابن معینؒ نے بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے "اس سے کہو اے اللہ کے دشمن!...... تو نے "ابو معاویہ" سے یہ روایت بغداد میں لکھی ہے، حالانکہ "ابو معاویہ" نے یہ حدیث بغداد میں بیان ہی نہیں کی"[144]

"دار الحکمة" والی خبر کے الفاظ محمد بن عمر بن رومی، عن شریک وابن رومی سے مروی

---

[143] تقریب التہذیب ترجمہ علی بن موسیٰ ج ۲ ص ۴۰ ترجمہ نمبر ۱۱۹۰

[144] حاشیہ بر الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ للاستاذ عبد الرحمٰن بن یحییٰ ص ۵

ہی جس کو ابوزرعہؒ وابوداؤدؒ نے ضعیف بتایا ہے۔ ابوحاتمؒ کا قول ہے: "صَدُوقٌ قَدِیْمٌ رَوَی عَنْ شَرِیْکٍ حَدِیْثًا مُنْکَرًا" ابن حبانؒ نے اس کا ذکر "الثقات" میں کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانیؒ نے اسے "لَیِّنَ الْحَدِیْثِ"[۱۴۵] لکھا ہے اور اُن کو بھی یہ وہم ہوا ہے کہ شیخینؒ یا اُن میں سے کسی ایک نے اس سے حدیث کی تخریج کی ہے۔ ترمذیؒ نے اس سے اپنے طریق کے ساتھ تخریج کی ہے اور اس پر "غریب منکر" ہونے کا حکم لگایا ہے پھر کہا ہے کہ اس حدیث کو بعض دوسروں نے صرف "شریک" سے "عن" کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس میں "صنابحی" کا ذکر موجود نہیں ہے۔ علائیؒ کا دعوٰی ہے کہ "اس سے ابن رومی کے تفرد کی نفی ہوتی ہے۔"

امام ترمذیؒ کے الفاظ "یَعْضُبُھُمْ" اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اس کی کوئی متابعت نہیں کرتا۔ "اللآلی" میں بھی ابن رومی کے بغیر "شریک" سے "عن" کے ساتھ کسی دوسرے راوی سے اس کا مروی ہونا مذکور نہیں ہے بجز "عبدالحمید بن بحر" کے، جو خود "ھَالِکٌ" اور "سَارِقُ الْحَدِیْثِ" ہے۔ پس واضح ہوا کہ یہ خبر "شریک" سے "عن" کے ساتھ غیر ثابت ہے۔ "شریک" میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ وہ بہت خطاء کرتا ہے۔ چنانچہ لوگوں نے اسے طبقات المدلسین کے طبقہ ثالثہ میں رکھا ہے اور یہ وہ طبقہ ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے: "اِحْتَمَلَ الْاَئِمَّۃُ تَدْلِیْسَہٗ وَاَخْرَجَ لَہٗ فِی الصَّحِیْحِ"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: "ہم اس کو ثقہ قرار دیتے ہیں، اس کی خبروں کو، جو اس کی بدعت کی تائید نہ کرتی ہوں، قبول کرتے ہیں۔ لیکن جو خبریں اس کی بدعت کی تائید کرتی ہوں ان کو ہرگز قبول نہیں کرتے"[۱۴۶] حق یہ ہے کہ وہ اپنی بدعت کے ساتھ مدلس بھی ہے اور سماع کی تصریح نہیں کرتا۔ امام بخاریؒ نے ایک خبر، جو اعمش عن سالم کی روایت ہے اور شیعیت سے متعلق ہے، نقل کر کے لکھا ہے کہ "اعمش نہیں جانتا کہ اس خبر کا سالم سے سماع ہے یا نہیں۔"[۱۴۷] ابوبکر بن عیاش نے اعمش سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: "ہم اللہ سے توبہ واستغفار طلب کرتے ہیں ایسی چیزوں کے متعلق جنہیں ہم نے علی وجہ التعجب

[۱۴۵] تقریب التہذیب ج ۲ ص ۱۹۳

[۱۴۶] مقدمۃ اللسان والتحفۃ

[۱۴۷] تاریخ الصغیر ص ۶۸

روایت کیا اور لوگوں نے انہیں دین میں اخذ کر لیا"۔ اس خبر میں بالخصوص اعمش کی تدلیس مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ مجاہد سے "عن" کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ یعقوب بن شیبہؒ نے اپنی مسند میں کہا ہے کہ "اعمش کا مجاہد سے "عن" کے ساتھ روایت کرنا صحیح نہیں ہے بجز چند حدیثوں کے۔ میں نے علی بن مدینیؒ سے سوال کیا کہ "اعمش نے مجاہد سے کتنی احادیث سنی ہیں"؟ تو جواب دیا: "احادیث کی بابت کچھ ثابت نہیں مگر جن میں کہا گیا ہو کہ میں نے سنا اور ایسی احادیث تقریباً دس ہیں۔"[۱۴۸]

"شریک" کی روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے ابن رومی کے طریق سے اسناد کی روایت اس طرح کی ہے: عَنْ شَرِيكٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عَلِيٍّ

امام ترمذیؒ نے ذکر کیا ہے کہ بعض دوسروں نے "عن شریک" بھی روایت کی ہے اور "صنابحی" کو ساقط کیا ہے۔ "اللآلی" میں خبر دوسری وجہ کے ساتھ "عن ابن الرومی" اور "عن عبد الحمید بن بحر" (سوید بن غفلہ کے سقوط کے ساتھ) وارد ہوئی ہے۔ دار قطنیؒ کا قول ہے: حضرت علیؓ کی حدیث جسے (سوید بن غفلہ) نے "صنابحی" سے روایت کیا ہے تو اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ وہ مضطرب ہے (سلمہ) کا "صنابحی" سے سماع نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ خبر اگر ابو معاویہ سے ثابت کر دی جائے تو (اعمش) سے ثابت نہیں ہوتی، اگر (اعمش) سے بھی ثابت ہو جائے تو (مجاہد) سے ثابت نہیں ہوتی اور جو (شریک) سے مروی ہے وہ خبر خود اس سے ثابت نہیں ہے، اور اگر بالفرض ثابت ہو بھی جائے تو بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ "شریک" کی تدلیس، کثرتِ خطاء اور اضطراب صرف لاحاصل نتیجہ تک ہی ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

۲۔ امام ترمذی و حاکم رحمہم اللہ کی روایات پر تفصیلی بحث پہلے گزر چکی ہے۔ مختصر یہ کہ خود امام ترمذیؒ نے اس روایت پر "غریب منکر" ہونے کا حکم لگایا ہے اور جہاں تک حاکمؒ کی اپنی روایت کی تصحیح فرمانے کا تعلق ہے تو یہ آپ رحمہ اللہ کا سہو ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں مجروح راوی موجود ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

۳۔ جہاں تک ابن حجر عسقلانیؒ کا اس حدیث کو "حسن" قرار دینے کا تعلق ہے تو اس

---

۱۴۸ تہذیب التہذیب ترجمہ اعمش

سلسلہ میں اُن رحمہ اللہ سے یقیناً سہو ہوا ہے جس کا سبب اوپر ضمناً بیان کیا جا چکا ہے۔

(۴) اور جہاں تک "اللآلی المصنوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ" میں علامہ جلال الدین سیوطی رح کا اور بہت سے طُرق کے ساتھ اس حدیث کے بیان کرنے کا تعلق ہے، تو معترضین کا یہ اعتراض بھی درست نہیں ہے کیونکہ وہ تمام طُرق اسناد بھی حسبِ سابق "ناقص اور ساقط الاعتبار" ہیں۔ مثلاً حاکمؒ کی حضرت جابرؓ والی روایت میں 'احمد بن عبد اللہ بن یزید الحرانی' مؤدب ہے۔[149] ابنِ عدیؒ کا قول ہے: "کَانَ بِسَامرا یَضَعُ الْحَدِیْثَ"۔

'علی بن عمر الحربی السکری' کی حضرت علیؓ والی روایت میں 'اسحاق بن محمد بن مروان' ہے، جس نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ یہ دونوں متناقضان ہیں[150]۔ ان دونوں کے بعد اس طریق میں ایسے رواۃ موجود ہیں جن کے متعلق کچھ علم نہیں ہے۔

'علی بن عمر الحربی' کی ایک دوسری روایت میں 'سعد بن طریف' نے "الأصبغ بن نباتہ" سے "عن" کے ساتھ روایت کی ہے جو دونوں متروک شیعہ ہیں۔

شیخ عبد العزیز عز الدین السیروان لکھتے ہیں کہ 'سعد بن طریف الاسکاف الحنظلی الکوفی' "متروک"، "رافضی" اور "طبقہ سادسہ" میں سے ہے۔[151] ابنِ حبانؒ کا قول ہے: "کَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ عَلَی الْفَوْرِ"۔[152] عقیلیؒ[153]، ابنِ ابی حاتمؒ[154]، ابنِ عدیؒ[155]، ذہبیؒ[156]، ابنِ حجر عسقلانیؒ[157]، یحییٰ بن معینؒ[158]، دارقطنیؒ[159]، بخاریؒ[160]، اور نسائیؒ[161] وغیرہ نے اسے "ضعفاء" میں شمار کیا ہے اور اس پر "ضعیف"، "وضاع"، "رافضی" اور "متروک الحدیث" ہونے کا حکم لگایا ہے۔

'اصبغ بن نباتہ الحنظلی المجاشعی الکوفی' بھی "کذاب" و "متروک" ہے۔[162] علامہ ذہبیؒ نے

---

[149] اللسان ج ۱ ص ۱۹۶ ترجمہ ۶۲۰ [150] اللسان ترجمہ اسحٰق بن محمد [151] المجموعہ فی الضعفاء والمتروکین ص ۱۲۳، ۳۲۱، ۴۴۳ [152] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۲۲ والکامل ج ۲ ق ۳۲ والمجروحین ج ۱ ص ۳۵۷ والکشف الحثیث ص ۱۹۱ [153] الضعفاء الکبیر ترجمہ ۵۹۸ [154] الجرح والتعدیل ج ۲ ص ۸۷ [155] الکامل ج ۳ ترجمہ ۱۱۸۶ [156] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۲۳ [157] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۴۷۲ والتقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۸۷ [158] تاریخ لابنِ معینؒ ج ۳ ص ۴۲۱ [159] الضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ ترجمہ ۲۶۶ [160] تاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۲ ص ۱۵۶ والتاریخ الصغیر ج ۲ ص ۶۴ والضعفاء الصغیر ترجمہ ۱۴۸ [161] الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ ترجمہ ۲۸۱ [162] الکشف الحثیث ص ۱۰۶-۱۰۷

لوگوں کا اس پر کلام کرنا نقل کیا ہے[163]۔ امام ابن الجوزیؒ نے "ثواب المریض" کے باب میں اس کی ایک حدیث بیان کرکے اس پر تعقب کرتے ہوئے لکھا ہے: "إِنَّهُ لَا يَصِحُّ" پھر ابن حبانؒ کا قول نقل کیا ہے کہ: "إِنَّهُ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى الْفَوْرِ"[164]۔ شیخ عبدالعزیز السیروان لکھتے ہیں کہ اصبغ بن نباتہ "منکر الحدیث"، "متروک الحدیث" اور "طبقہ ثالثہ کا رافضی" ہے[165]۔ یحییٰ بن معینؒ[166]، امام بخاریؒ[167]، بسویؒ[168]، عقیلیؒ[169]، ابن حبانؒ[170]، ابن عدیؒ[171]، دارقطنیؒ[172]، ذہبیؒ[173]، ابن حجر عسقلانیؒ[174]، اور نسائیؒ[175] وغیرہ نے اصبغ کو "منکر الحدیث"، "رافضی" اور "متروک الحدیث" لکھا ہے۔

'فضلی' کی حضرت جابرؓ والی روایت میں 'حسین بن عبداللہ التیمی' موجود ہے جس کے احوال کا کچھ علم نہیں۔ البتہ 'حسین بن عبیداللہ التیمی' کا ترجمہ ملتا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے اسے "مَجْهُولٌ[176] وَاهٍ" اور "ضعیف"[177] لکھا ہے۔ حسین بن عبیداللہ التیمی "خبیب" سے "ثنا" کے ساتھ روایت کرتا ہے اگر یہ 'خبیب'، 'خبیب ابن سلیمان بن سمرۃ بن جندب' ہے تو اس کے متعلق ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ وہ مجہول اور طبقہ سابعہ میں سے ہے[178]۔ لیکن غالباً 'خبیب' کے بجائے یہ 'حبیب بن نعمان' ہے جو مجہول شیعہ ہے۔ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ 'طوسی' نے اس کا تذکرہ شیعہ رجال میں کیا ہے[179]۔

اور 'دیلمیؒ' کی 'سہل ابن سعد' والی روایت جو "عن ابی ذر" مروی ہے، اس کے بعض رواۃ کے احوال کا کچھ علم نہیں ہے۔ اس کی سند میں 'محمد بن علی بن خلف العطار' "عن" کے ساتھ 'موسیٰ بن جعفر بن ابراہیم' اور 'عبدالمہیمن بن العباس' "ثنا" کے ساتھ موجود ہیں۔

---

[163] میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۷۱ [164] کتاب الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۲۰۳ [165] المجموع فی الضعفاء والمتروکین ص ۶۰ و ۲۸۷ [166] تاریخ یحییٰ بن معینؒ ج ۳ ص ۳۵۴ [167] تاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۱ ص ۳۵ [168] المعرفة والتاریخ للبسویؒ ج ۳ ص ۳۹ [169] الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۶۰ [170] المجروحین ج ۱ ص ۱۷۳ [171] الکامل ج ۱ ص ۳۹۸ [172] الضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ ترجمہ ۱۱۹ [173] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ ص ۲۷۱ [174] تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۶۳ [175] الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ ترجمہ ۶۴ [176] اللسان ج ۲ ص ۲۹۶ [177] تقریب التہذیب ج ۱ ص ۱۷۶ [178] ایضاً ج ۱ ص ۲۲۲ [179] اللسان

محمد بن علی بن خلف العطار کو ابنِ عدیؒ نے "متہم" قرار دیا اور کہا ہے کہ "عِنْدَهٗ عَجَائِبُ"[۱۸۰] امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ ابنِ عدیؒ کا قول ہے: "اَلْبَلَاءُ عِنْدِیْ فِی الْحَدِیْثِ مِنَ الْعَطَّارِ" ابن الجوزیؒ نے "ذم ابی موسیٰ" کے باب میں ایک حدیث ذکر کی اور اس پر "موضوع" ہونے کا حکم لگایا ہے اور کہا ہے کہ ابنِ عدیؒ کا قول ہے کہ "مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ الْعَطَّارُ عِنْدَهٗ عَجَائِبُ وَالْبَلَاءُ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدِیْ مِنْهُ"[۱۸۱] امام ابن الجوزیؒ کے اس نقل کردہ قول سے واضح ہوتا ہے کہ ابنِ عدیؒ نے محمد بن علی العطار، کو "متہم" ٹھہرایا ہے، جس کا تذکرہ علامہ ذہبیؒ نے بھی "المغنی" میں کیا ہے۔[۱۸۲]

موسیٰ بن جعفر بن ابراہیم، متالف ہے[۱۸۳]۔ اور عبد المہیمن بن العباس "متروک الحدیث" ہے[۱۸۴] امام بخاریؒ نے "منکر الحدیث" بتایا ہے[۱۸۵]۔ علامہ عبد العزیز البیروان نے اسے "ضعیف اور طبقۃ ثامنہ سے متعلق" بتایا ہے[۱۸۶]۔ عقیلی[۱۸۷]، ابن ابی حاتم[۱۸۸]، ابنِ عدیؒ[۱۸۹]، ذہبیؒ[۱۹۰]، اور ابنِ حجر عسقلانیؒ[۱۹۱] نے بھی اسے "ضعیف"، "منکر الحدیث" اور "متروک الحدیث" قرار دیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ معترضین کے تمام اعتراضات رفع ہوئے اور یہ خبر دلائل و شواہد کے ساتھ ناقابلِ اعتماد، موضوع اور لااصل قرار پائی۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔

۱۸۰ھ المغنی للذہبیؒ ص ۶۱۶ ۱۸۱ھ کتاب الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۲ ص ۲۹ ۱۸۲ھ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۶۵۱ و تاریخ بغداد للخطیب بغدادیؒ ج ۳ ص ۵۷ و المغنی للذہبیؒ ص ۶۱۶ والکشف الحثیث ص ۳۹۲ واللسان ج ۵ ص ۲۸۹ ترجمہ ۹۹۹ ۱۸۳ھ اللسان ج ۶ ص ۱۱۴ ۱۸۴ھ الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ ترجمہ ۳۸۶ ۱۸۵ھ الضعفاء الصغیر للبخاریؒ ترجمہ ۲۲۳ والتاریخ الکبیر ج ۶ ص ۱۴۳ ۱۸۶ھ المجموع فی الضعفاء والمتروکین ص ۵۶ و ۳۶۲ ۱۸۷ھ الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۰۸۹ ۱۸۸ھ الجرح والتعدیل ج ۶ ص ۶۷ ۱۸۹ھ الکامل ج ۵ ترجمہ ۹۸۲ ۱۹۰ھ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۷۱ ۱۹۱ھ تقریب التہذیب ج ۱ ص ۵۲۵۔